بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمین سے کوئی چیز گری پڑی ملے تو کیا کریں؟

حدثنا محمد بن المثنیٰ یحی بن سعید عن حمید الطویل عن الحسن عن مطوف بن عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ضالتہ المسلم حرق النار۔

علامہ حبیب الرحمٰن الاعظمی المصنف عبدالرزاق کے حاشیے میں لکھتے ہیں "حمید عن الحسن عن مطرب عن ابیہ" کے طریقے جو حدیث آئی وہ موصول اور مرفوع ہے۔

علامہ بیہقی نے اس حدیث مبارکہ السنن الکبریٰ میں جلد 6 ص نمبر 191 پر ذکر کیا اور امام احمد بن حنبل نے مسند احمد بن حنبل کے ص نمبر 25 جلد نمبر 4 میں اور صاحب موارد الظمان نے اپنی تالیف کے ص 284 پر ذکر کیا ہے جب کہ ابنِ ماجہ نے اس حدیث مبارکہ کو "باب ضالہ الابل والبقر والغنم" ص 186 پر ذکر کیا ہے۔ بعض روایات میں حدیث مبارکہ کے لفظ "المسلم" کی پر "المومن" کا لفظ روایت کیا گیا ہے جبکہ علامہ الہیثمی نے مجمع الزوائد میں 164/4 اور علامہ عبدرزاق نے المصنف میں 131/10 پر انہیں الفاظ کو مزید جملوں کے اضافے کے ساتھ چھ راویوں کو بیان کیا ہے۔

کچھ الفاظ سند پر پہلے راوی: حضرت محمد بن المثنیٰ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابوعروبہ الحرامی فرماتے ہیں "مارایت بالبصرۃ ثبت من ابی موسیٰ" میں نے بصرۃ میں ابوموسیٰ سے زیادہ کوئی ثابت قدم نہ دیکھا۔ ابوموسیٰ حضرت محمد بن مثنیٰ کی کنیت ہے آپ کو علامہ ذہبی نے راویوں کے آٹھویں طبقے 109 نمبر پر شمار کیا ہے اور آپ سے صحاح ستہ کے تمام مولفین نے روایت کی ہے آپ نے 250ھ میں وفات پائی۔

(تذکرۃ الحفاظ 512/2 علامہ ذہبی دار احیاء التراث الوبی بیروت)

دوسرے راوی، حضرت یحیٰ بن سعد: آپ سعید الانصاری کے صاحبزادے ہیں۔ علامہ عجلی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ ثقہ فقیہ رجل صالح تھے۔ آپ خلیفہ عباسی منصور کے دور میں مدینہ کے قاضی بھی رہے ہیں۔ آپ نے 143ھ میں وفات پائی۔ آپ چوتھے طبقے میں پانچویں نمبر پر آتے ہیں۔ آپ سے بھی صحاح ستہ کے تمام مولفین نے روایات ذکر کی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ 139/1)

تیسرے راوی، حمید الطویل: اصمعی فرماتے ہیں کہ آپ بذات خود طویل نہ تھے بلکہ آپ کے صرف ہاتھ طویل تھے۔ اس طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کے پڑوس میں حمید نامی ایک چھوٹے قد کا آدمی رہتا تھا جس کی

وجہ سے آپ کو حمید الطّویل کہا جاتا تھا کہ دونوں میں امتیاز ہو سکے۔

آپ راویوں کے چوتھے طبقے میں 51 نمبر پر ہیں۔آپ سے صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے روایتیں نقل کی ہیں۔آپ کا نماز پڑھتے ہوئے 142ھ میں وصال ہوا۔

چوتھے راوی الحسن بن ابی الحسین یسار : آپ کی والدہ خیرہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیز تھیں۔آپ حسن بصری کے لقب سے مشہور ہیں۔آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں خراسان کے والی الربیع بن زیاد کے کاتب رہے ہیں۔ابن سعد آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: " کان عالما رفیعا ثقة حجة مامونا عابدا ناسکا کثیر العلم فصیحا جمیلا وسیما " آپ نے 88 سال کی عمر میں 110ھ میں وصال فرمایا۔

آپ کو علامہ ذہبی نے تیسرے طبقے میں پہلے نمبر پر شمار کیا ہے۔(تذکرة الحفاظ جلد ۱/۷۱)

پانچویں راوی ،مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر : آپ کو علامہ ذہبی نے دوسرے طبقے میں اکتیسویں نمبر پر شمار کیا ہے جب کہ ابنِ سعد نے آپ کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے

(تہذیب 205/8)

آپ کے بارے میں ابنِ سعد لکھتے ہیں: " وکان ثقة له فضل وورع وعقل وادب " غیلان بن جریر روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی آدمی نے آپ پر جھوٹ کی تہمت لگائی آپ نے اس کے جواب میں دعا فرمائی: " اللھم کان کاذبا فامته فخر مکانه میتاً " (تہذیب 205/8)

آپ نے 95ھ میں وفات پائی۔

چھٹے راوی عبد اللہ بن الشخیر بن عوف ھیں :ایک نظر متن حدیث پر،علامہ ابن الاثیر اس حدیث کے معنی کی تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " ای ان ضالته المؤمن اذا أخذ ھا انسان لیتملکھا ادته الی النار "مومن کی گم شدہ چیز کو جب کوئی انسان ملکیت کی غرض سے اٹھائے گا تو وہ اسے آگ کی طرف لے جائیگی۔

(النہایة فی غریب الحدیث 371/1)

عربی زبان میں ایسی گمشدہ چیز کے لئے لفظ "لقطہ" بولا جاتا ہے قاف کے سکون یا قاف کے فتحہ کے ساتھ جس کے معنی راستہ میں گری پڑی چیز کے ہیں۔

(تاج العروس 216/5)

حدیث کے ظاہر الفاظ اس بات پر دال ہیں کہ راستے میں پڑی ہوئی چیز کو اٹھانا نہیں چاہئے کیونکہ وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ جہنم کی آگ کو اٹھالیا ہو۔حدیث کے الفاظ میں آگ ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ ذمی غیر مسلم کی چیز آگ نہیں بلکہ یہاں حضور (ﷺ) نے تاکیداً مسلم قید لگائی ہے۔(المغنی 11/6)

۱)......وہ چیز ایسی قبیل سے ہو کہ مالک اس کو طلب (تلاش) کرے گا (اس بارے میں فقہاء کرام فرماتے ہیں نہ اٹھانا افضل ہے۔(المغنی 217/5)

دلیل میں فرماتے ہیں چونکہ مالک اسی جگہ آکر اسے ڈھونڈے گا اس لئے اس کو اس جگہ پر رہنے دو اور اگر وہ اٹھالیتا ہے اور کسی نے اس کو پہچان لیا تو خیانت کی تہمت کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو اور خیانت کا اندیشہ نہ ہو تو اٹھانا افضل ہے جب کہ ایک قول کے مطابق اٹھانا واجب ہے۔دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے۔"المومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض"(التوبہ :7)

کہ مومن ایک دوسرے کے ولی ہیں۔اس لئے بطور ولی اس کو اٹھانا چاہئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر لقطہ قیمتی ہو تو اٹھانا مستحب ہے مگر اعلان کرے۔(المبسوط 7/11)

اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لقطہ کو اٹھانا مستحب ہے۔لیکن آپ قیمتی کی قید نہیں لگاتے اور دلیل میں فرماتے ہیں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے "ان اللہ یامرکم ان تودو الامانات الی اھلھا -" (نساء :58)

مدتِ اعلان

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد علیہ الرحمہ اعلان کی مدت کے بارے میں فرماتے ہیں اعلان کم از کم سال تک کرتے رہیں البتہ زیادتی کی کوئی قید نہیں ہے اور وہ جو تین سال تک کے اعلان کی حدیث ہے اس حدیث میں راوی کو الفاظ پر کچھ شک ہے۔

امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک سال تک اعلان کرے اگر مالک نہ آئے تو صدقہ کر دے جب کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ چیز کی مالیت واہمیت پر مدت تعین ہو گی یعنی:

دس درہم کی مالیت ایک سال۔

- تین درہم کی مالیت ایک مہینہ۔
- ایک درہم کی مالیت ایک ہفتہ۔
- ایک درہم سے کم مالیت پر ایک دن۔

اگر بہت ہی کم مال ہوتو اردگرد پوچھ کر فقیر کو دے دے۔(مبسوط 302/11)

جب کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

100 درہم یعنی 612.36 گرام چاندی سے زیادہ مالیت ہوتو ایک سال تک اعلان کرے۔

10 درہم یعنی 30.618 گرام چاندی تک ایک ماہ

3 درہم یعنی 9.1854 گرام چاندی تک دس دن

ایک دانق یعنی 0.5103 گرام چاندی تک ایک

اس سے کم میں اس اٹھانے والے کے صوابدید پر ہے۔(فتح القدیر 315/5)

اعلان کا طریقہ کار

اس میں فقہاءِ کرام فرماتے ہیں کہ تشہیر کرتے وقت صرف جنس کا اعلان کرے صفات وعلامات کا ذکر نہ کرے۔(المغنی 405/6)

پہلے ہفتہ میں ہر روز دو بار' دوسرے ہفتہ میں ہر روز ایک بار' تیسرے ہفتہ میں ایک پھر ہر ماہ میں ایک بار سال تک اعلان کرتا رہے جب کہ یہ اعلان وہ معروف مقامات' بازار' پھر ہر ماہ مساجد کے دروازوں اور مجمع گاہوں میں کرے البتہ مساجد کے اندر اس کا اعلان نہ کیا جائے کیونکہ حدیث مبارک میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے کسی آدمی کو مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا اس کو چاہئے کہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس چیز کو واپس نہ کرے۔

بعد از مدت

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مدت گزرنے کے بعد وہ اس لقطہ کا مالک ہوجائے گا کیونکہ کئی احادیث میں اس طرح الفاظ آئے ہیں "فان لم تعرف فاستنفقها" اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے "والا فهي کسبيل مالك" "فشانك بها" "فاستمتع بها"" "فانتفع بها"

امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ مالک نہیں ہوگا بلکہ صدقہ کرے گا اگر بعد میں مالک آجائے تو اگر مالک اس صدقہ کو برقرار رکھے تو مالک اجر کا مستوجب ہوگا اور اگر وہ چاہے تو اس کی رقم طلب کرے جیسا کہ حدیث مبارک میں آتا ہے " فاذا جاء ربہا فرض بالاجر و الا غرمہا " جب کہ عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کو صدقہ کر دیا جائے کیونکہ لقطہ مال معصوم ہے جس کی حفاظت واجب اور لوٹ مار حرام ہے۔

امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک غنی بھی لقطہ کو استعمال میں لا سکتا ہے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غنی صرف صدقہ کرے یعنی اس پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ 45/6 اور عبدالرزاق 139/10 میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "عن علی قال فی القطتہ یعرفہا حولا فان جاء صاحبہا والا صدیق بہا او باعہا وتصدیق بثمنہا غیر ان صاحبہا با لخیار ان شاء ضمنہ وان شاء ترکہ قال محمد وبہ نافذ وھو قول ابی حنیفۃ ۔" (کتاب الآثار 197)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے لقطہ کے بارے میں فرمایا اس کی دو سال تک تشہیر کی جائے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دے دے۔ وگرنہ صدقہ کر دے یا اس کو بیچ کر اس کی قیمت کسی دوسرے کو صدقہ کر دے اگر بعد میں مالک آجائے تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے اس صدقہ کو قبول کرے اور چاہے تو ترک کر دے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس حدیث سے ہم دلیل پکڑتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔

اور رہی بات یہ کہ حضرت زید بن خالد جہنی کی حدیث میں حضور پاک (ﷺ) نے حضرت ابی کو لقطہ اپنے پاس رکھنے کا کہا تھا۔

احناف اس کا کئی جواب دیتے ہیں۔ (۱) حضرت ابی خود صدقہ کے مستحق تھے اس لئے آپ نے انہیں اجازت دی تھی۔ (۲) آپ کی خصوصیت تھی۔ (۳) امام کا بطور قرض لقطہ دینا جائز ہے۔ آپ (ﷺ) نے ایسا ہی کیا۔ (بد رالدین عینی)

اللہ تعالیٰ ہمیں انصاف کے ساتھ امانات کو ان کے اہل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

از قلم: علامہ محمد عارف نعیمی